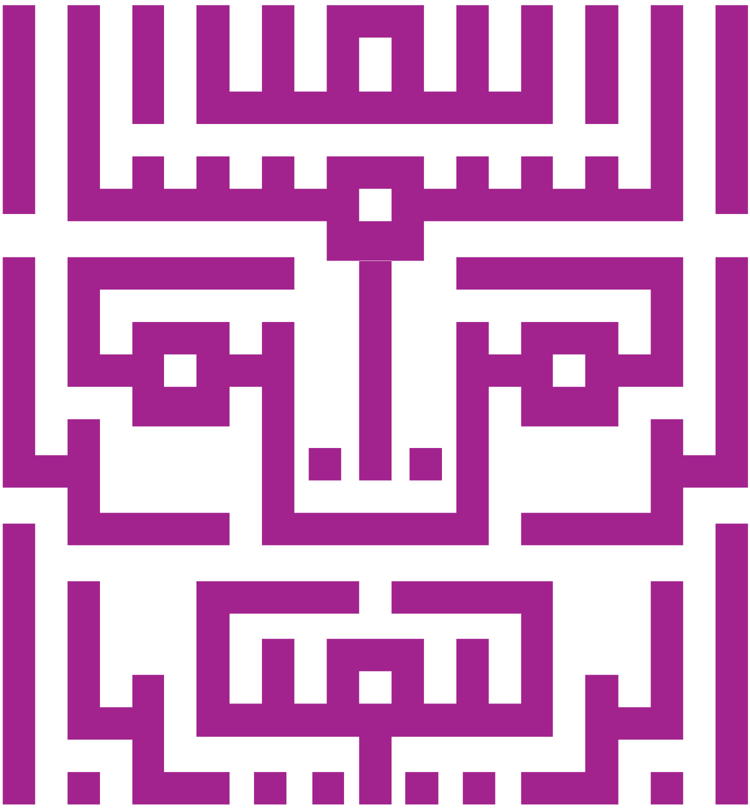
عہدِ زوال

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۱۲





شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

عہدِ زوال

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۱۲

(پابند ردیف رنگ حرفِ تہجی "ل")

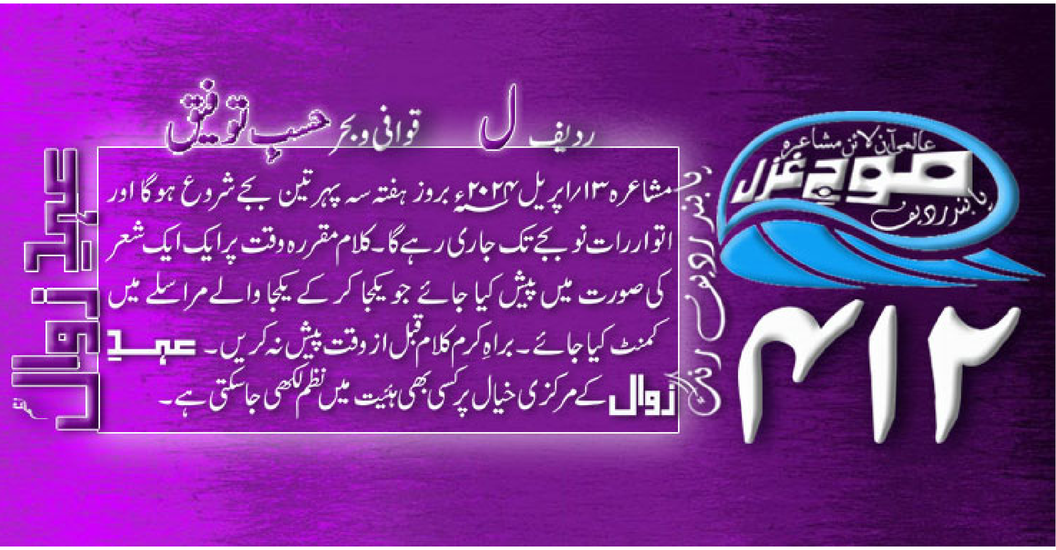
مرتّبہ:

نوید ظفر کیانی

مکتبہ ارمغانِ ابتسام

https://archive.org/details/@nzkiani

nzkiani@gmail.com



موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۱۲



فہرست



امیر معاویہ

غزل

رنجشیں چھوڑ تو اور ذات کے پتھر سے نکل
دل سے دل کو ملا نفرت کے سمندر سے نکل

کر نہ سمجھوتہ وفا کے حسیں جذبوں پر تو
رنگِ غداری میں ڈوبے ہوئے لشکر سے نکل

ڈھونڈ وہ دل بھرا اخلاص و وفا ہو جس میں
جو ہو بے فیض تو اس دوست کے چکر سے نکل

مطلبی ہے یہاں ہر کوئی سنبھل کے ذرا رہ
دنیا مخلص ہے تو اس وہمِ سراسر سے نکل

لوٹ کر آتا نہیں ہے کبھی جانے والا
یادِ ماضی کو بھلا کر غمِ مضمر سے نکل

ڈھونڈ دنیا میں محبت کی فضاؤں کو تو
نفرتیں ہوں جہاں ایسے برے منظر سے نکل

توڑ کر اپنے تسلسل کو تو مل فاصلے سے
دنیا کو جان میسر کے تواتر سے نکل



اِنعام الحق معصوم صابری

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ

درود میں پڑھوں تو آئے چہرے پر مرے جمال
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رکھتے عاشقوں کو اپنے ہیں سنبھال

خدائے لم یزل سے مانگتے فلاح کی دعا
ہے حشر میں غلاموں کا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت خیال

مقام انبیاء میں ہے ملا بلا کے عرش پر
خطاب رب کرے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اے قبلہء مقال

عطا کیا ہے حسن خوب گفتگو میں خال میں
کوئی نہیں ہوا ہے آپ ﷺ سا جہاں میں بے مثال

کرے ہے شکر صابری ادا حضور ﷺ آپ کا
کہ نعت گوئی کا ہنر ملا ہے خوب ہی کمال



تعظیم احمد

غزل

کر رہے ہیں تجھ سے ہم جیون سوال
زیست گزرے کس طرح روشن سوال

زیست اپنی تو کہاں آیا گزار
پوچھتا ہے ہم سے یہ درپن سوال

تیری ساری حرکتوں کا ہے شمار
آئے گا یہ سامنے یک دن سوال

قبر میں دے پاؤ گے کیسے جواب
پہلی منزل قبر کے قدغن سوال

جا نہیں سکتے بنا دے کر جواب
سب سے ہوں گے بزم میں کا من سوال

فکر روز و شب یہاں رہتی ہمیش
مفلسوں کے سامنے راشن سوال

ہیں نظر انداز سب تعظیمِ یار
بے تکے کرتا ہے من موہن سوال



حناؔور چشتی

غزل

کرتا نہیں کوئی بھی کسی کا یہاں ملال
ہر شخص سر پہ لے کے پھرے اپنے ہی وبال

رنج و الم نے گھیر کے رکھا ہے عشق کو
اور عشق ہے جو دیکھے بن کرتا رہے دھمال

چاہا ہے جان و دل سے اک آپ کو حضور
پوچھا نہ اپنے بارے میں ہم نے کوئی سوال

اِک تھوڑی بے وفائی نے صدمے جنم دئے
پوچھا نہ اس نے آ کے کبھی کیا ہے ترا حال

کیا تجھ کو کوئی دکھ نہیں بکھرا تیرا یار
دوں واسطہ خدا کا تجھے آ مجھے سنبھال

کیسے کہوں میں کیسے مکدر ہوئی حیات
آئے ہیں جو عروج میں اب دیں گے یہ زوال

لکھنا رہا ہے کام ترا برسوں سے عزیز
خاؔور تو اپنی غزلوں کو لکھ پہلے پھر کھنگال



ڈاکٹر حامد حسین سسوا

وتیھاری بہار

عہدِ زوال

ہر شے کو اس زمیں پائے گا پائمال
عہدِ عروج پائے گا وہ پائے گا زوال

کل تک عروج پر جو تھا وہ آج ہے کہاں
برباد ہے چمن یہ کیوں پیدا ہوا سوال

ہے اتفاق لوگوں میں نہ اتحاد ہے
برباد ہو رہے ہیں سب اس کا ہوا ملال

تحقیق و جستجو سے پتہ اب یہی چلا
نہ حکمراں میں خوبی نہ باقی رہا کمال

ناقدر لوگ آئے پھر ہر جا وہ چھا گئے
امن و اماں رہا نہ جب ہونے لگا قتال

بغض و عناد دل میں تھا نفرت کی آگ تھی
تب سے فساد بھڑکا ہے یہ ہے مرا خیال

عقل و شعور رکھتے ہیں معلوم بھی ہے سب
اپنے کئے کا آئے گا اپنے ہی سر وبال



ڈاکٹر حامد حسین سسوا

وتیہاری بہار

غزل

دیکھا قسم وہ رب کی جو کھاتے ہیں آج کل
رسم وفا وہی سب نبھانے ہیں آج کل

رکھتے ہیں ذوق فن کا جو کرتے ہیں شاعری
محفل وہی ادب کی سجاتے ہیں آج کل

کرتے ہیں آبیاری وہی دیں کی اب یہاں
ایمان اپنے رب پہ جو لاتے ہیں آج کل

یارب ترے جہاں میں ہیں ایسے جو دین پر
دولت بھی جان اپنی لٹاتے ہیں آج کل

فکروشعور رکھتے ہیں ماہر ہیں فن کے جو
سوئے ضمیر کو وہ جگاتے ہیں آج کل

نادم وہ ہیں خطا پہ جواب رب کے سامنے
وقتِ سحر کو آنسو بہاتے ہیں آج کل

تیرا شمار واعظ میں حامدؔ نہ ہو کبھی
احسان لوگ پر وہ جتاتے ہیں آج کل



ڈاکٹر محمد اظہر خالد حاشر

خیر پور ٹامیوالی

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

وہ میرے نبی ﷺ وہ تیرے نبی ﷺ کیا خوب ہے جن ﷺ کا حسن و جمال
جب رب نے اُن ﷺ سا بنایا نہیں، دنیا میں بھلا کیسے ہو مثال؟

احمد ﷺ بھی وہی حامد ﷺ بھی وہی، عاقب ﷺ بھی وہی حاشر ﷺ بھی وہی
ساری ہی صفات اعلیٰ اُن ﷺ کی، اور اُن ﷺ کی حسیں ہے ذات کمال

آمد ہے نرالی آقا ﷺ کی، بچپن ہے انوکھا آقا ﷺ کا
وہ ﷺ دائی حلیمہ کے پالے، وہ ﷺ آمنہ بی بی کے ہیں لال

کتنے وہ قریبی آقا ﷺ کے تھے جو دور سے آئے آپ ﷺ کے پاس
وہ رومی صہیب اور فارسی ہے، وہ پیارا غلام اُن ﷺ کا ہے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رب سبحانہ وتعالیٰ کا ہے کرم مجھ پر یہ بڑا، سرکار ﷺ کی نعتیں لکھتا ہوں
میں ان کے تصور میں ہوں لگا، دل میں ہے مرے آقا ﷺ کا خیال

آقا ﷺ کے ثنا خوانوں میں ہو، میرا بھی شمار اے اللہ جی
آقا ﷺ کی شفاعت مجھ کو ملے، یہ زیر زباں ہے پیارا سوال

تم بھی یہ حیات گزارو بس ، ان کے ہی طریقے پر اظہر
گر کرلی اطاعت آقا ﷺ کی، پھر کوئی نہیں خطرۂ زوال

رضوانہ اجمل ملک اعوان

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

رب نے بنایا دین یہ اسلام بے مثال
سرکار ﷺ لے کے آئے ہیں پیغام بے مثال

احمد ﷺ ہیں آپ ﷺ اور محمد ﷺ بھی آپ ﷺ ہیں
ہر نام بے مثال ہر اک کام بے مثال

اللہ الف سے اور محمد ﷺ ہے میم سے
دو ناموں کی ہے رحمت و اکرام بے مثال

زم زم اِدھر ہو ساغرِ کوثر ملے اُدھر
حاصل یہاں وہاں رہیں انعام بے مثال

پائی بلندی عشقِ نبی ﷺ میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عظمت میں تا ابد ہے سیہ فام بے مثال

ہو اُن ﷺ کے ہاں بسر تو سحر شام قیمتی
گزریں مدینے میں مرے ایّام بے مثال

اوڑھی ہے سر پہ میں نے درودوں بھری ردا
پہنا ہے رانی عشق میں احرام بے مثال



رضوآنہ اجمل ملک اعوان

اے دِل

عشقِ حقیقی ہے انمول خزانہ اے دل
حق کا رہنا، جگ سے جی نہ لگانا اے دل

من میں اللہ ھوُ کا بوٹا سجانا اے دل
خونِ جگر کے آب سے اِس کو اُگانا اے دل

شمع رسالت کا ہے تُو پروانہ اے دل
آنکھوں میں ہو تیری دور پرانا اے دل

خاک نشیں کی آنکھوں میں ہو خوابِ فراز
ڈھونڈ رہی ہوں آج بھی میں وہ ٹھکانہ اے دل

تیری آس امید پہ بیج یہ بوئے مولا!
خاک سے گلشن بن کر پھوٹے دانہ اے دل

آلِ نبی ﷺ کی قربانی کے جاؤں میں صدقے
اُن سے بڑا کب کوئی اور گھرانہ اے دل

آنکھوں میں وہ سوہنے منظر رب نے بسائے
خفتہ رکھنا! کسی کو مت بتلانا اے دل

اپنے من کو آپ تُو کر لے کعبہ جیسا
عشق کی حدّت سے پُرنور بنانا اے دل

شانِ نبی ﷺ کے ذکر سے کر پُر کیف فضا
آ کے مدینے میں تُو نعت سنانا اے دل



رضوانہ اجمل ملک اعوان

حمد باری تعالیٰ

تیرا جلوہ انوکھا ہے اے ذوالجلال
نور روشن ترا واہ حسن و جمال

دل میں ہر دم جو رہتا ہے تیرا خیال
نور بے مثل ہے روشنی بے مثال

تجھ سے عزت و ذلت عروج و زوال
تیرے جیسی نہ چل پایا کوئی بھی چال

زندگی کے اندھیرے میں روشن جمال
تیرگی میں ترے نور سے ہے اُجال

دل کے اندر بھلا کون ہے جُز ترے
عشق میں تیرے چھائی ہے مستی و حال

طالبِ عشق میَں، تُو ہی مطلوب ہے
واسطے تیرے دنیا حسیں دی اُچھال

بخشے جائیں گے در سے یہ کیا بے حساب
آل کے صدقے میں ہے نبی ﷺ سے سوال

میں تو خاکی و ناچیز و بے کار ہوں
ہاں مگر تیری عظمت تو ہے لازوال

شاملِ حال رحمت خدا کی رہے
زندگی بندگی سے بنے باکمال



سیّد رضوان حیدر رضواںؔ

دُعا

ربِ ارحمھُما ، اب نصیب بدل
خاک و خوں میں ہیں لت پت ، ہمارے کنول

خونچکاں کر دیے کھیت و کھلیاں مرے
ایک جانب غزا آ، اِک طرف جھیل ڈھل

نام لیوا ترے ، کلمہ گو ہیں جہاں
کس خطا پر اُنہیں مل رہا ہے یہ پھل

مُنصِفانِ جہاں ، اَلحفیظ الا اماں
یہ مُقَلّد ہیں مغرب کے ، سب آج کل

پاَس لادینی خوں کا، اِنہیں ہے مگر
بس میں اِن کے نہیں،خونِ مُسلم کا حل

تُو ہی مشکل کشاء تُو ہی حاجت روا
بِن ترے کوئی اپنا نہیں لَم یزَل ﷻ

مُنتظر تری اِک کُن کے ہیں یہ سبھی
تا کہ گرداَب سے جائیں ، مسلم نِکل

رنج ہے، کرب ہے، دکھ ہے، آلام ہے
ایسے حالات میں کیسے لکھوں غزل

اِک نظر صدقۂ مُصطفیٰ ﷺ اے خدا ﷻ
مشکلیں تا کہ رضوآن کی جائیں ٹَل



شاہدہ صدیقی

غزل

میری محبتوں کو مسلسل رہا زوال
ہو تذکرہ جو ان کا تو اُٹھنے لگیں سوال

جو درد سہہ رہے ہیں وہ مضبوط ہیں بہت
تاعمر پالتے نہیں ہرگز کوئی ملال

ہم نفرتوں کی کرتے نہیں ہیں تجارتیں
بھر لیتے ہیں دلوں میں بہت سے نئے خیال

خوشبوؤں کو بکھرنے سے روکا نہ جا سکے
بیٹھے یہ ڈھول، کچھ تو کھلے گی ہوا کی چال

یکطرفہ آرزوؤں کی قائل نہیں ہوں میں
وہ نہ ملا تو اس کا نہیں اب مجھے ملال

وہ دردمند تھا سو کسی اور کا ہوا
اور میں سمجھ رہی تھی، محبت کا ہے زوال

میں زندگی کے پرچے کو پڑھ بیٹھی بارہا
آئے ہیں میرے حصے میں بس لازمی سوال

لفظوں سے میرے کھیلا ہے جذبوں کو روند کر
مجھ کو بنا دیا ہے کوئی قریۂ زوال



شاہین فصیح ربّانی

غزل

دیکھو جسے وہ شخص پریشاں ہے آج کل
غم قصّۂ حیات کا عنواں ہے آج کل

ہیں زندگی کے ہاتھ میں گلہائے رنج و غم
اور ہم پہ لطفِ خاص فراواں ہے آج کل

دل میں تمھاری یاد پر افشاں ہے آجکل
سرشار کتنی انجمن جاں ہے آج کل

آخر کو آئی میری حمایت میں روشنی
آئینہ میرے عکس پہ حیراں ہے آج کل

ہیں زندگی کے ہاتھ میں گلہائے رنج و غم
اور ہم پہ اس کا لطفِ فراواں ہے آج کل

انسانیت کا شرم سے سر جھک کے رہ گیا
کن پستیوں کی گود میں انساں ہے آج کل

دنیا سے رسم و راہ رکھے کس طرح فصیح
جو اپنی ذات ہی سے گریزاں ہے آج کل



شہناز رضوی

غزل

کسی کی یاد ازل سے دلا رہی ہے غزل
یہ دل کا رشتہ بھی دل سے نبھا رہی ہے غزل

شبِ سیاہ کی تاریکی جگمگائے نہ کیوں
کہ اپنا عکسِ حسیں خود لُٹا رہی ہے غزل

خدا کرے کبھی تعبیر دیکھ لیں آنکھیں
سُہانے خواب تو کب سے دِکھا رہی ہے غزل

سکون کیسے ملے اور قرار کیسے ملے
فسانہ ہجر کا مجھ کو سُنا رہی ہے غزل

میں کیسے کہہ دوں کہ اس پر زوال اُترا ہے
نقوشِ حسرتِ دل کب مٹا رہی ہے غزل

بچایا دھوپ کی شدت سے ہر گھڑی مجھ کو
ہوائے تازہ کی صورت سدا رہی ہے غزل

کوئی تو بات ہے، جس بات کے لئے شہنازؔ
خیال و خواب میں ہلچل مچا رہی ہے غزل



صدا کشمیری
سرینگر انڈیا

غزل

بے کل ہوئے ہیں لوگ سنی بات آج کل
تدبیر کر رہے ہیں کمالات آج کل

فرسودگی کہانی پہ عنوان لکھ دئے
جلتا ہے دل کسی کا کٹی رات آج کل

کرتے ہیں عشق روز کا معمول بن گیا
آغوش بن گئی ہے مفادات آج کل

مقدور ہے کسی کو نہیں فیصلہ کرے
ہر بات پر اٹھے ہیں سوالات آج کل

حق بات پر کہیں نہیں ہیں فیصلے یہاں
منصف بھی دے رہا ہے جوابات آج کل

اب آدمی مقام ہے انساں کوئی نہیں
حیوان کی زبان سے ہے بات آج کل

اب تو صدا گمان میں انصاف ہے کہاں
لڑتا ہنوز ہے کوئی بدذات آج کل



ناصر آمجگانوی

غزل

ہوش میں آ دکھا تو اپنی لیاقت غافل
قوم کو ہے تری بے حد ہی ضرورت غافل

رہبری کو دکھا، لے پھر سے قیادت غافل
زندہ کر لے وہ پرانی روایت غافل

کھوئی ہے جو میراث یہاں اسے پانا ہے
حاصل ہو سکے دوبارہ عظمت غافل

غالب ہو جاتی قلت بھی کثرت پر
پیدا ہو ایماں کی وہ حرارت غافل

حرص و طمع کے سودائی نہیں بننا ہے
دہرانی نہیں ہے ویسی حماقت غافل

ہے تقدیر پلٹتی محنت والوں کی
وقت کی سارے جب سمجھیں نزاکت غافل

بام عروج پہ ناصرؔ پہنچے گی ملت
گر ماضی سے پکڑ لیں گے عبرت غافل



نوید ظفر کیانی

غزل

کر نہ سکو گے جو شش مئے ناب میں بھی حل
جو غم ہوئے نہ وقت کی تیزاب میں بھی حل

اِک بے گھری کا کرب ہے اور اپنے گھر میں ہے
کچھ تو ہو اِس کا عالم اسباب میں بھی حل

میں زخم چاٹ چاٹ کے کرتا ہوں مندمل
بولو اگر ہے منبر و محراب میں بھی حل

اب بھی نہیں ہے اپنے سُرو لے سے مطمئن
خود کو مغنی کر گیا مضراب میں بھی حل

تو کیا گزرنا ہو گا کسی آگ سے خدا؟
یہ مسئلہ تو ہو نہ سکا خواب میں بھی حل

چھڑکوں دعائے خیر کی افشاں کہاں کہاں
یہ رات ہو گئی میرے مہتاب میں بھی حل

دِل کی اکیلگی نے وہ جھگڑا کھڑا کیا
ہو نہ سکا جو حلقۂ احباب میں بھی حل

شوقِ سفر ہی اگلے سفر کی بنا رکھے
ہو گی تھکن سفر کی تو اعصاب میں بھی حل

موجوں سے لڑتا لڑتا یہاں آیا تھا ظفرؔ
ساحل سے اچھا مل گیا گرداب میں بھی حل



نوید ظفر کیانی

طنز و مزاح

بزمِ سخن میں یوں نہ اگل آج کی غزل
سن کر بجائیں سارے بغل آج کی غزل

اونگھیں گے میری بار مگر جاگ جائیں گے
جب گنگنائے گی مِس غزل، آج کی غزل

ایسے بھی لوگ ہیں کہ اگر ان کا ذکر ہو
بن جائے خود بخود ہی ہزل آج کی غزل

مطلب ہی تجھ سے پوچھنے لگ جائیں نہ چغد
فوراً سنا کے بھاگ نکل، آج کی غزل

برسا رہے ہیں ڈونگرے کیسے وہ داد کے
میں لکھ کے ہو گیا ہوں پزل آج کی غزل

بدہضمی کا نتیجہ تھا تیرا کلام کل
میرے دماغ کا ہے خلل آج کی غزل

اگلے زمانوں جیسی ہے کومل کہاں بھلا
ڈالے سماعتوں میں کڑل آج کی غزل

طرزِ کلام rock کے battle سی ہو گئی
لگنے لگی ہے صوتِ بگل آج کی غزل

مطلع میں کر رہے ہیں تخلص کا اہتمام
کرتے ہیں پیش کر کے shuffle آج کی غزل

چالیس برسوں قبل کی لکھی ہوئی ہے وہ
کہہ کے سنائیے ہم کو چول آج کی غزل

دیوان لے کے آئے گا، ہم کو سنائے گا
بن جائے نہ پیامِ اجل آج کی غزل

ہر کوئی کہہ رہی ہے اُسی پر کہی گئی
(فرزانہ ناز، روحی، کنول) آج کی غزل



ہاشم علی خان ہمدمؔ

غزل

زندگی ہے، جناب! کوئی حل
مسئلہ ہے خراب ، کوئی حل

کوئی شمع جلے اندھیرے میں
خواب ہو کہ سراب ، کوئی حل

قطرہ قطرہ پگھل رہا ہے دل
ہجر ہے کہ عذاب، کوئی حل

ہر وظیفہ میں آزما چکا ہوں
آخری ہے کتاب ، کوئی حل

اب جوانی پلٹ نہیں سکتی
ڈھل رہا ہے شباب، کوئی حل

لذت درد ہی سہی ساقی !
بے مزہ ہے شراب، کوئی حل

جل رہا ہے شعور کا ریشم
دل ہوا ہے کباب ، کوئی حل

کوئی مشکل نہیں مگر پھر بھی
میں ہوں زیرِ عتاب، کوئی حل

گوشوارہ نرا خسارہ ہے
درد ہے بے حساب ، کوئی حل

زندگی کا سبق ضروری ہے
کوئی دل کا نصاب ،کوئی حل

آنکھ کھلتی ہے عین منزل پر
ٹوٹ جاتا ہے خواب،کوئی حل

بندگی بھی ضرورتاً کی ہے
کیا کمائیں ثواب ،کوئی حل

کوئی صورت وصال کی صاحب!
بیچ میں ہت حجاب،کوئی حل

راستہ کوئی اور بھی ہو گا
سامنے ہے چناب ،کوئی حل

خودکشی پر کشش ہوئی ہے کیوں ؟
کھینچ رہی ہے طناب،کوئی حل

ایک پل تو بہم گزاریں ہم
ایک پل ہے حباب، کوئی حل

ظلمتوں نے اخیر کر دی ہے
اے مرے آفتاب! کوئی حل

وحشتوں کا عروج ہے ہمدَم
کوئی تازہ گلاب ، کوئی حل



ہاشم علی خان ہمدم

غزل

توڑ دے ہر گماں نہ شک میں ڈال
ڈالنا ہے تو دل کسک میں ڈال

سات رنگوں سے ماورا ہو جا
رنگ اپنا کوئی دھنک میں ڈال

کوئی روشن چراغ لے کے چل !
خواب کی روشنی سڑک میں ڈال

نور کوئی نظر کی لو جیسا
اپنے چہرے کی اک جھلک میں ڈال

ہو بہم شاعری سے موسیقی
چوڑیوں کی صدا کھنک میں ڈال

کس تصور سے رخ پہ آئی ہے
کچھ گلالی کا نم تلک میں ڈال

میں ترے باغ کا پرندہ ہوں
سوز کوئی مری چہک میں ڈال

بے سہارا ہوں دیکھ تیرے بغیر
اپنا لشکر مری کمک میں ڈال

مجھ کو روشن خیال ہونا ہے
کچھ ستارے مری چمک میں ڈال

ایک سورج قریب ہے فی الحال
کہکشاں کو ابھی فلک میں ڈال

دیکھنے ہیں تو خواب سچے کر
آرزوئیں پلک پلک میں ڈال

برق لہرا رہی ہے آنچل میں
دل کی دھڑکن اسی لہک میں ڈال

درد لذت نہ دے تو کیا غم ہے؟
زخم ہے تو اسے نمک میں ڈال

نرم آہٹ پہ کوئی مصرع کہہ
گیت کوئی حسیں دھمک میں ڈال

تیرا انکار بھی سمجھتا ہوں
کوئی اقرار بھی جھجک میں ڈال

خواہشوں سے فرار ہو ہمدم
دل کو بس ایک ہی للک میں ڈال



ہاشم علی خان ہمدم

غزل

عشق ہے یا کہ بے خودی کا کھیل
کون جیتا ہے زندگی کا کھیل

کرنوں کرنوں نکھارتا ہے مجھے
سات رنگوں میں روشنی کا کھیل

اپنے پاؤں نہ کاٹنے دینا
مار دیتا ہے بے بسی کا کھیل

اپنے اپنے چراغ لے کے چلو
ختم ہو جائے تیرگی کا کھیل

دوستوں کی شکست لازم ہے
دشمنوں سے ہے بزدلی کا کھیل

تیز رفتار ہو گئے ہیں ہم
ہم نے کھیلا ہے خودکشی کا کھیل

کوئی ہارا نہ کوئی جیتا ہے
بچپنا پن تھا بے کلی کا کھیل

مسکراتے ہوئے بکھرتا ہے
پھول کھلنا ہوا کلی کا کھیل

خود سے ملنا بھی مسئلہ ٹھہرا
ہر طرف ہے وہ بے حسی کا کھیل

سب کسی ٹیم کے کھلاڑی ہیں
اپنا اپنا ہے ہر کسی کا کھیل

پیچ در پیچ کوئی الجھن ہے
جس کو سمجھا تھا سادگی کا کھیل

حسن ریشم ہے کس کی زلفوں کا
کتنا مشکل ہے دل لگی کا کھیل

کھیل کو کیا ردیف کرتے ہم
قافیے میں ہے شاعری کا کھیل

کیا تماشا ہے سامنے ہمدم
پیش منظر ہے آگہی کا کھیل



ہاشم علی خان ہمدم

غزل

سا رے گا ما پا دھا نی سا، سرگم! کچھ تو بول
دل کی دھڑکن ڈول رہی ہے، ہمدم! کچھ تو بول

پھول کھلیں، خوشبو مہکائیں، رنگ کریں خوش تاب
خاموشی کیوں اوڑھ رکھی ہے؟ موسم! کچھ تو بول

رات کٹی ہے کس گلشن میں، کن رنگوں کے سنگ؟
کلیوں کے دامن پہ نمی ہے، شبنم! کچھ تو بول

تیرے لہراؤ میں ہے کس خواب نگر کی موج ؟
دل کی دھرتی جھوم رہی ہے ، پرچم ! کچھ تو بول

درد کی لذت راس آنے سے دکھ مٹ جاتا ہے
زخم نمک سے ٹھیک ہوئے ہیں ، مرہم ! کچھ تو بول

گنجل گنجل سوچوں میں کیسا الجھاؤ ہے؟
کس دامن سے الجھ رہا ہے؟ ریشم ؟ کچھ تو بول

صدیوں سے چپ رہنے والی مورت سانس تو لے
تجھ پر پھر الزام لگا ہے ، مریم ! کچھ تو بول

کچھ تو اپنی مجبوری کا ہجر فسانہ کہہ
دل کا حال کھلا ہے تجھ پر ، محرم ! کچھ تو بول

یک جاں دو قالب ہیں کیسے ، کیسا ہے سنجوگ ؟
بیچ ہمارے رشتہ کیا ہے ، باہم ؟ کچھ تو بول

دل کی دنیا سے باہر کی دنیا کیسی ہے؟
نگری نگری گھومنے والے بالم ! کچھ تو بول

میرے دل میں رہ کر بھی چپ رہنا ٹھیک نہیں
کیا ہے خاموشی کا مطلب؟ جانم! کچھ تو بول

ٹھنڈی ٹھنڈی نرم ہوا میں کیسا ہے سنگیت؟
پھول نگر سے آنے والی پونم ! کچھ تو بول

چپ رہنے سے دل کی دھڑکن بھی تھم جاتی ہے
ہمدم تیرے دل میں کیا ہے؟ دم دم کچھ تو بول



ہاشم علی خان ہمدمؔ

غزل

ملا نہیں ہے محبت کو فاصلہ فی الحال
ہمارے بیچ رہے گا یہ فاصلہ فی الحال

کھلا نہیں ہے ابھی گرد و پیش کا منظر
نظر کے سامنے رکھا ہے آئنہ فی الحال

ترے وجود کی تہہ تک نہیں پہنچا
سمٹ رہا ہے نگاہوں کا دائرہ فی الحال

ابھی تلک ہے وہی آپ ! آپ! جناب !
کٹا نہیں ہے تکلف کا مرحلہ فی الحال

ترے خیال کی لے پر ہمکتا رہتا ہے
جڑا ہوا ہے ترے دل سے رابطہ فی الحال

یہ دل سے دل کا تعلق تو آکسیجن ہے
اسے سمجھ نہ کوئی عام سلسلہ فی الحال

کہانی ختم ہوئی ہے نہ مرکزی کردار
لکھا نہیں ہے فسانے میں خاتمہ فی الحال

کسی نگاہ کا جادو ابھی نہیں چلتا
دکھا رہا ہے کوئی اپنا معجزہ فی الحال

کسی نے طرزِ کہن سے ورا نہیں دیکھا
روایتوں سے کشیدہ ہے تجربہ فی الحال

یہ مسئلہ تری وحشت سے حل نہیں ہو گا
خموش ! اے دل نادان! تخلیہ! فی الحال

بدل سکا نہ زمانہ مزاج اردو کا
غزل کے روپ میں زندہ ہے ریختہ فی الحال

سفر گریز مسافر تھکے ہوئے ہیں ابھی
سرائے خواب میں ٹھہرا ہے قافلہ فی الحال

اُتر رہی ہے رگ و پے میں پیار کی آواز
سماعتوں میں گھلا ہے وہ ذائقہ فی الحال

ہماری راہ میں اپنی انا کھڑی ہوئی ہے
ہمارے سامنے اپنا ہے مسئلہ فی الحال

ہم اپنے دور کی خبروں میں جی رہے ہیں
لکھا نہیں ہے مورخ نے حاشیہ فی الحال

ابھی تو جنگ سے بچنے کی مشق جاری ہے
ہوا نہیں کوئی سنگین واقعہ فی الحال

یہ شاعری مرے دل کی ردیف ہے ہمدم
نبھا رہا ہوں محبت سے قافیہ فی الحال

مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام — عہدِ زوال۔

مشاعرہ رنگ — پابند ردیف و نظم رنگ مشاعرہ۔

وضاحت — یہ برقی کتاب بین الاقوامی ادبی تنظیم **موجِ غزل** کے فیس بک پر منعقد کردہ **مشاعرہ نمبر ۴۱۲** پر مشتمل ہے۔

صفحات — ۶۳

تاریخ مشاعرہ — ۱۳ اپریل ۲۰۲۴ء

منتظمین — ہاشم علی خان ہمدمؔ، نوید ظفر کیانی، روبینہ شاہین بیناؔ۔

پبلشر — مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔ اسلام آباد، پاکستان۔

برقی ڈاک — nzkiani@gmail.com

ارکائیو ربط — archive.org/details/@nzkiani

موجِ غزل

کے ہفتہ وار مشاعرے

طرحی رنگ

پابند ردیف رنگ

اصنافِ سخن رنگ

منفرد ردیف رنگ

منفرد بحر رنگ

اسمائے ربانی رنگ

منفرد قوافی رنگ

موضوعاتی رنگ

مزاحیہ رنگ

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام